آیات الاحکام میں امثال کی حیثیت

قسط (۱)

سید محمد علی ایازی
مترجم: حسین نواز

ولا یاتونک بمثل الا جئنٰک بالحق واحسن تفسیرا (فرقان، ۲۵/ ۳۳)
اور یہ لوگ کوئی بھی مثال نہ لائیں گے مگر یہ کہ ہم اس کے جواب میں حق اور بہترین بیان لے آئیں گے۔

مقدمہ

آیات الاحکام سے متعلق نظری ابحاث میں سے ایک "قرآن کریم کی امثال سے استنباط احکام کے لئے استفادہ کرنا ہے"۔ امثال قرآن میں خداوند متعال نے امر و نہی یا خبر کی صورت میں اپنے مخاطبین پر تکلیف یا تحذیر کے عنوان سے کوئی ایسی ذمہ داری نہیں ڈالی کہ ہم صراحت کے ساتھ، اصل قواعد و ضوابط اور فقط ظاہری مفاد کے مطابق ان کلمات کو مولوی یا ارشادی تکالیف قرار دیں۔ بلکہ قرآن کسی خبر کی شکل میں یا مثل اور تشبیہ کے ذریعے سے ایک پیغام پہنچاتا ہے۔ اور بعض اوقات اس سے حکم کا استفادہ (واجب، حرام، کراہت یا استحباب کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ کلام کے نص ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ محض اشارہ اور بالواسطہ ہے۔

یہاں ہم سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ مثل کیا ہے اور اسکے مواقع کون سے ہیں اور کیا جو کچھ مثل کے حکم میں شامل ہے وہ امثال قرآن کا بھی جزو شمار ہوتا ہے؟ پھر اس بات کی تحقیق کریں گے کہ امثال کے ذکر کرنے سے قرآن حکیم کا مقصود کیا ہے؟ کیا اصولاً ایسے مواقع کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بیان حکم کے مقام پر ہیں اور انکی دلالت قابل تمسک و حجت ہے؟ موضوع کی مزید وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ محققین مخصوصا مفسرین اور آیات الاحکام کے مصنفین کے درمیان ماضی میں جاری رہنے والی بحث بیان کی جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان کا اس موضوع سے متعلق نکتہ نظر کیا تھا۔ آخر میں موضوع کے موانع اور شبہات پر بات کریں گے اور ان کا جواب دیں گے۔

مَثَل کا معنی

مثل کے مختلف معانی بیان ہوئے ہیں: مانند شبیہ 'صفت، عرف عام میں جو مشہور ہے اور جس سے مثال دیتے ہیں وہ ہیں عبرت، گزرے ہوئے انسانوں کے حال سے عبرت ونصیحت (۱)

البتہ بعض معانی اصلی اور بعض استعاری ہیں اور کبھی ایک خاص اصطلاح میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

لیکن مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ لفظ مثل بمعنی تشبیہ اہل لغت کے ہاں زیادہ مُستعمل ھے (۲) مثال کے طور پر راغب اصفہانی (۵۶۲م) نے مَثَل سے 'غیر کے ساتھ کسی ایک معنی میں مشابہت' مراد لی ہے۔ (۳)

اھل لغت کے بعد جنہوں نے سب سے زیادہ مثل کے معنی میں گفتگو کی ہے وہ مفسرین ہیں کہ انہوں نے قرآن کریم میں اس اصطلاح کے استعمال کی مناسبت سے، تفسیر میں جگہ جگہ اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور استعمال کے مختلف مواقع اور مختلف معانی کی نشاندھی کی ہے (۴)

اھل لغت وبلاغت اور مفسرین کے اقوال کے درمیان متداول معانی میں جو مشترک ہیں وہ یہ ہیں: مثل، شبہ، شبیہ اور مانند نمونہ کا لفظ بھی مثل کے معانی میں سے ایک ہے۔ اس کا معرب اور مترادف نموذج ہے۔ (۶)

بعض آیات میں یہی معنی آیا ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (روم ۳۰/ ۲۷)

ترجمہ: اور وہی ہے جو خلقت کی ابتدا کرتا ہے اور پھر دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور یہ کام اس کے لئے بے حد آسان ہے اور اس کے لئے آسمانوں اور زمین میں سب سے بہترین مثال ہے۔

قرآن مجید میں کلمہ مثل کے استعمال کے بعض موارد

ا۔ جہاں پر تشبیہ اور تنظیر کی ضرورت ہو، ایک موضوع کا سمجھنا آسان نہ ہو اور اس میں مادی اور قابل حس پہلو موجود ہو تو خداوند متعال اسکی تشبیہ لاتے ہیں تاکہ سب کے لئے اس کا سمجھنا آسان ہو جائے۔ مانند آیت شریفہ:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ.

(نور، ۲۴/ ۳۵)

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال اس طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ

کی قندیل میں ہو اور قندیل ایک جگمگاتے ستارے کی مانند ہو جو زیتون کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے جو نہ مشرق والا ہو نہ مغرب والا۔

اس طرح کی تمثیل کے نمونے قرآن میں بہت زیادہ ہیں اور مختلف جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں۔

مثلاً : عالم غیب، عبادات (حج، ۲۲/ ۷۳) حیات دنیا (کہف ۱۸، ۴۵) تبلیغ و دعوت انبیاء (یٰسین ۳۶/ ۱۳-۲۹) مسلمانوں کی تعداد (فتح، ۴۸/ ۲۹)

۲۔ مثل کا ذکر داستان بیان کرنے کے لئے اور کسی ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ جسکی طرف قرآن پاک نے اپنے قارئین کو متوجہ کیا ہے۔ اور اس سے پند و نصیحت اور عبرت مطلوب ہے۔ مثلاً

وضرب اللّٰهُ مَثلاً قَرْيَةً كَانَتْ امِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَاتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ (نحل، ۱۶/ ۱۱۲)

ترجمہ : اور اللہ نے اس قریہ کی بھی مثال بیان کی ہے جو محفوظ اور مطمئن تھا اور اس کا رزق ہر طرف سے باقاعدہ آرہا تھا۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلاً اَصْحَابَ الْقَرْيَةِ اِذْجَاءَ هَا الْمُرْسَلُوْنَ (یس، ۳۶/ ۱۳)

ترجمہ : اور پیغمبر آپ ان سے بطور مثال اس قریہ والوں کا تذکرہ کریں جن کے پاس ہمارے رسول آئے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا اِمْرَاَةَ نُوْحٍ وَّامْرَاَةَ لُوْطٍ كَانَتَا تحتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ (تحریم ۶۶/ ۱۰)

ترجمہ : خدا نے کفر اختیار کرنے والوں کے لیے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی مثال بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں۔

ان تمام موارد میں قرآن حکیم واقعات کی تفصیلات میں داخل ہوئے بغیر تشبیہ اور تنظیر نہیں بلکہ ایک حقیقت کا دوسری حقیقت کے ساتھ مقایسہ اور تطابق کرتا ہے۔

مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ--- (ابراھیم ۱۴/ ۲۶)

ترجمہ : کلمہ خبیثہ کی مثال شجرہ خبیثہ کی طرح ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُم كَرَمَادِ ِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ۔ (ابراھیم، ۱۴/ ۱۸)

ترجمہ : جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی ہے جسے اندھڑ کے دن کی تند ہوا اڑا لے جائے۔

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمىٰ وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلاً (ھود، ۱۱/ ۲۴)

ترجمہ : کافر اور مسلمان کی مثال اندھے بہرے اور دیکھنے سننے والے کی ہے تو کیا یہ دونوں مثال کے اعتبار سے برابر ہو سکتے ہیں

وضَرَبَ اللّٰهُ مثلاً رَّجُلَيْنِ اَحَدُ هُمَا اَبكَمُ لاَيَقْدِرُعَلٰى شَيْئٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَولاهُ اَيْنَمَا

يُوَ جّههُ لَايأتِ بِخَيرِهَلْ يَستَوِى هُوَوَمَن يّأمُرُبا لعَدلِ وَهُوعَلٰى صِراطِ مُّستَقِيمٍ (نحل١٦/٧٦)

اور اللہ نے ایک اور مثال ان دو انسانوں کی دی ہے جن میں سے ایک گونگا ہے اور اس کے بس میں کچھ بھی نہیں ہے بلکہ وہ خود اپنے مولد کے سر پر بوجھ ہے کہ جس طرف بھی بھیج دے گا کوئی خیر لے کر نہ آئے گا تو کیا وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو عدل کا حکم دیتا ہے اور سیدھے راستہ پر گامزن ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً رَّجُلاً فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰا كِسُونَ وَرَجُلاً سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَستَوِيانِ مَثَلاً (زمر، ۳۹/۲۹)

اللہ نے اس شخص کی مثال بیان کی ہے جس میں بہت سے جھگڑا کرنے والے شرکاء ہوں اور وہ شخص جو ایک ہی شخص کے سپرد ہو جائے کیا دونوں حالات کے اعتبار سے ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔

البتہ قرآن کی تمثیل کبھی کلمہ مثل کے ساتھ آئی ہیں اور کبھی صرف "کاف" (کاف تشبیہ اور تمثیل) کے ساتھ... جیسے :

اَو كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ (بقرہ،۲/۱۹)

یا اس بارش کی مانند جو آسمان سے برسے

اور کبھی یہ الفاظ بھی نہیں ہوتے لیکن عبارت کے سیاق اور مفہوم سے مثل کا وجود نمایاں نظر آتا ہے.

اِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰاتِنَا وَاستَكبَرُوا عَنهَا لاَ تُفَتَّحُ لَهُم اَبوَابَ السَّمَآءِ وَلاَ يَدخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِى سَمِّ الْخِيَاطِ (اعراف،۷/۴۰)

بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور غرور سے کام لیا ان کے لئے نہ آسمان کے دروازے کھولیں جائیں گے اور نہ جنت میں داخل ہو سکیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر داخل نہ ہو جائے۔

وَاْتلُ عَلَيْهِمْ نَبَاءَ الَّذِى اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا (اعراف،۷/۱۷۵)

اور انہیں اس شخص کی خبر سنایئے جسکو ھم نے اپنی آیتیں عطا کیں پھر وہ ان سے بالکل الگ ہو گیا

قرآنی امثال کے فوائد

قرآنی امثال کے چند فوائد بیان کئے گئے ہیں. یہ ہماری موجودہ بحث کے لحاظ سے مفید ہے.

قرآن کی امثال عظیم معانی کو عوام تک پہنچاتی ہیں. امثال عالم ملکوت کو عالم ناسوت کے باسیوں کے لئے مجسم

کرتی اور ذھن کے قریب لاتی ہیں. گزشتہ اقوام کی داستان کو لوگوں کے لئے باعث عبرت اور مورد توجہ قرار دیتی ہیں. وعظ و نصیحت کی تلخی اور خشک پن کو کم کرتی ہیں. طبیعت کو خوشگوار کرتی ہیں. امثال عوامی تجربات کا خزانہ ھے اور حکمت سے پر ہوتی ہیں. قرآن کریم مثالوں کے ساتھ لوگوں سے خطاب کرتا ہے اور گزشتہ اقوام کے تجربات ان کے سامنے بیان کرتا ہے (۷) قرآن مختصر کلمات اور اشارہ کے ساتھ جو کچھ بیان کرتا ہے وہ دلوں کو متاثر کرنے والی سب سے فصیح وبلیغ گفتگو ہوتی ہے۔ عظیم مفاہیم اور معانی کے انتقال کے لئے سامع کے لئے دلپذیر اور آسان بنانے کے لئے مثالوں کا سہارا لینا ایک طبیعی امر ہے.

لہذا قرآنی امثال کے بارے میں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ قرآن پاک میں مثالوں کا ذکر اعجاز اور بلاغت کے بہترین مظاھر میں سے ہے اور بہت دقت کے ساتھ عبارت میں لائی گئی ہیں اور یہ قرآن کے اسلوب کی زیبائی اور بیان کے ھنر کی طرف رہنمائی کرتی ہیں. اب اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ لفظ کے ساتھ مَثَل آئے یا کسی قصد کے حوالے سے کوئی مطلب بیان کرے یا کلی گفتگو سے اس کا تمثیل ہونا مستفاد ہو.

سابقہ ادیان میں مَثَل سے استفادہ

مَثَل کا استعمال فقط قرآن کے ساتھ مخصوص نہیں ہے. گزشتہ اقوام اور انبیاء میں مَثَل سے استفادہ کرنا رائج رہا ہے. بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پیغمبر بھی ایسا نہیں گزرا ہے کہ جس نے اپنے مفاہیم اور معانی کو منتقل کرنے کے لئے امثال سے استفادہ نہ کیا ہو. قرآن اس کے متعلق فرماتا ہے:

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا (خرقان، ۲۵/۳۹)

''اور ان سب کے لئے ھم نے مثالیں بیان کیں اور سب کو ہم نے نیست نابود کر دیا''

کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک پیغمبر نے مَثَل سے استفادہ نہیں کیا اور لوگوں کی طرف سے اسے شماتت اور خندہ زنی کا سامنا کرنا پڑا (۸)

سلیمان نبی نے 3 ہزار سے بھی زیادہ امثال بیان کی ہیں (۹) عہد قدیم میں ایک ''سفر'' کو امثال کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور اس میں مروجہ امثال اور حِکَم اکٹھی کی گئی ہیں. عہد جدید (انجیل) میں بھی مثالوں کی بھر مار ہے یہاں تک کہ انجیل مرقس میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیؑ بغیر مثال کے گفتگو نہیں کرتے تھے (۱۰) بنابرین گزشتہ اقوام اور ادیان میں امثال استعمال ہوئی ہیں. لیکن اہم بات ان کا باہمی فرق ہے.

امثال قرآن کی خصوصیات

۱۔ قرآن کریم، اگرچہ بعض موارد میں مَثَل کے 'فعل' کو استعمال کرتا ہے لیکن مجموعاً یہ مقدار کم ہے. کبھی یہ

امثال کلمہ مثل کے ساتھ آئی ہیں۔ (تقریباً ۳۰ بار) دلچسپ بات یہ ہے کہ امثال کی یہ قسم "مثال دینے" یعنی (ضرب) کی تعبیر کے ساتھ آئی ہے، چاہے وہ ماضی کی صورت میں ہو یا مضارع اور امر کی شکل میں اور یہ کبھی معلوم اور کبھی مجہول استعمال ہوئی ہے۔ مانند

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً (نحل، ۱۶/ ۷۶) اللہ نے مثال دی

وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَال (ابراہیم ۱۴/ ۲۵)

اللہ امثال دیتا ہے

یَاایُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَل (حج، ۲۲/ ۷۳) انسانوں تمہارے لئے ایک مثل بیان کی گئی ہے

ضَرَبَ لَکُمْ مَثَلاً (روم، ۳۰/ ۲۸) تمہارے لئے مثال بیان کی ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان مثالوں کی نسبت اپنی طرف دی ہے۔ جبکہ انجیل جیسی کتب میں بیشتر مثل کی نسبت خود حضرت عیسیٰؑ کی طرف دی گئی ہے اور یہ فرق قرآن حکیم اور دیگر آسمانی کتب میں واضح طور پر پایا جاتا ہے۔ (۱۱)

۲۔ قرآنی امثال واضح ہیں اسکے برعکس عہدین میں عموماً استفہامی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اور بعض اسقدر پیچیدہ ہوتی ہیں کہ مخالفین کو اس کے معانی کے بارے میں سوال و جواب کرنا پڑتا ہے۔ (۱۲)

۳۔ قرآنی امثال میں خرافات نہیں ہیں زمان جاہلیت کے عرب کی امثال میں خرافات کی بہتات ہے اور باطل امور بہت زیادہ ہیں۔ البتہ عہد قدیم میں بھی انحرافی امثال موجود ہیں بعض محققین نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے (۱۳)

۴۔ قرآنی امثال عمیق نکات کی حامل ہیں اور قاری کو داستان اور قصہ کے اطراف و جانب کے بارے میں غور و فکر کرنے پر ابھارتی ہیں

وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (حشر، ۵۹/ ۲۱)

"اور یہ امثال ہم لوگوں کے لئے دیتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں"

اور کبھی اس نکتہ کی تاکید کرتی ہیں کہ

"امثال قرآن کو کوئی نہیں سمجھتا مگر وہ لوگ جو کہ عالم ہوں" (عنکبوت، ۲۹/ ۴۳)

۵۔ قرآنی امثال لطیف اور اخلاقی و تربیتی نکات کی حامل ہوتی ہیں جبکہ بعض کتب حتیٰ کہ عہدین کی کتب میں یہ امثال مسائل جنسی کے ھمراہ، لطافت سے خالی اور انبیاء کی عظمت کے منافی ہوتی ہیں (۱۴)

احکام اور امثال

امثال قرآن سے فقہی حکم کے استنباط کا اس بات سے گہرا تعلق ہے کہ ان امثال سے ھم کیا ادراک کرتے ہیں۔

محققین قرآن نے قرآنی امثال کی تین اقسام بیان کی ہیں. ایک قسم (جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے) ان امثال کی ہیں کہ جن کا مثل ہونا آشکار اور ظاہر ہے اور علوم قرآنی کی اصطلاح میں انہیں "امثال مصرحہ" کا نام دیا گیا ہے. مثل آیہ شریفہ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَاراً (بقرہ، ۲/ ۱۷) اس کی مثال ایسی ہے کہ جس نے آگ جلائی۔

یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور انکے اعمال اور فکری و اجتماعی خصوصیات کی توصیف بیان کرتی ہے. ان موارد میں دیکھنا پڑتا ہے کہ یہ کس حکم پر دلالت کر سکتی ہے اور دلالت کیسی ہے؟. دوسری قسم ان مثال کی ہے جو صراحت کے ساتھ کسی مَثَل کی طرف اشارہ نہیں کرتی ہیں لیکن حقیقت میں عوامی امثال کے معانی کی تداعی ہیں اور اصطلاح میں انہیں "امثالِ کامِنَہ" کا نام دیا گیا ہے.

اس قسم کی آیات میں مثل جیسا معنی دوسرے الفاظ میں، خوبصورتی اور ایجاز کے ساتھ بیان ہوا ہے. اور اس سے پہلے ایک خاص عنوان کے ساتھ عوامی زبان میں رائج رہا ہے. مثلاً عرف عام میں یہ مَثَل رائج ہے:

خَيْرُ الأُمُورِ أَوْسَطُهَا

امور میں راہ وسط سب سے بہتر ہے۔

قرآن میں یہ معنی ان الفاظ میں نہیں آیا ہے. لیکن ایک دوسرے انداز میں دیگر مسائل کے تناسب سے مخلوقات کے وصف میں یا امور کے انجام میں بیان ہوا ہے. مانند:

لَافَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ (بقرہ، ۲/ ۶۸) نہ بوڑھی نہ بچہ درمیان درمیان

وَالَّذِينَ إِذَآ أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا (فرقان، ۲۵/ ۶۷)

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيْلاً (اسراء ۱۷/ ۱۱۰)

(اور یہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ کنجوسی بلکہ راہ وسط اختیار کرتے ہیں، نماز نہ چلاکر پڑھو اور نہ زیر لب بلکہ درمیانی راستہ اپناؤ)

یہ تمام آیات بیان کرتی ہیں کہ انتخاب میں حد وسط کی رعایت لازم ہے (۱۵) لیکن کیا حد وسط کی رعایت کے اس قاعدے کو تمام کاموں میں ایک کلی حکم کے طور پر استنباط کیا جا سکتا ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ آیات ایک کلی عنوان پر دلالت کرتی ہیں؟

تیسری قسم کی امثال وہ ہیں جو 'امثال مرسلہ' کے نام سے موسوم ہیں احکام کے لئے اسکے موارد بہت زیادہ ہیں انہیں "امثال سائر" بھی کہتے ہیں. (۱۶) اس قسم کی آیات میں اگرچہ کسی لفظ کے ساتھ تشبیہ نہیں دی گئی ہے اور عوامی امثال کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا گیا ہے لیکن مثل جیسے جملوں کا استعمال ہوا ہے اور عرف میں اسے مانند مثل شمار کیا جاتا ہے. اور عوام کے درمیان مثل میں تبدیل ہو گیا ہے.

امثال قرآن کی بحث میں سب سے اہم یہی قسم ہے. بعض محققین قرآن نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے(۱۷)بعد میں ہم اس سے متعلق بحث کریں گے. اس قسم کی امثال سے آشنائی کے لئے ہم ان آیات کے چند نمونے یہاں پر ذکر کرتے ہیں(۱۸)

۱. اَتَأمُرُونَ النَّاسَ بِالبِرِّ وَتَنسَونَ اَنْفُسَكُمْ (بقره،۲/۴۴)

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو"

۲. اَتَسْتَبدِلُونَ الَّذِی هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِی هُوَ خَیْرٌ (بقره،۲/۶۱)

"کیا تم چیز کے بدلے میں ایک گھٹیا چیز کا تبادلہ کرتے ہو"

۳. اَفَتُؤمِنُونَ بِبَعضِ الكِتٰبِ وَتَكفُرُونَ بِبَعْضٍ(بقره،۲/۸۰)

"کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے کا انکار کرتے ہو"

۴. فَاینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه (بقره،۲/۱۱۰)

"پس تم جس طرف بھی رخ کر لو سمجھ لو کہ خدا موجود ہے"

۵. لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ (بقره،۲/۱۳۹)

"ہمارے اعمال ہمارے ساتھ تمہارے اعمال تمہارے ساتھ"

۶. یُرِیدُ اللّٰه بِكُمُ الیُسرَ وَلاَ یُرِیدُ بِكُمُ العُسْرَ(بقره،۲/۱۸۰)

"اللہ تم سے آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا ہے"

۷ وَلاَ تُلْقُوا بِاَیدِیكُم اِلَی التَّهْلُكَةِ (بقره،۲/۱۹۰)

"اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو"

۸ اَلْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (بقره،۲/۲۱۷)

"فتنہ وفساد قتل سے بھی زیادہ سنگین ہے"

۹. وَاَنْ تَعفُوا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (بقره،۲/۲۳۷)

"اگر تم معاف کر دو تو یہ تقویٰ کے نزدیک تر ہے"

۱۰. قَولٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ یَتْبَعُهَا اَذیً (بقره،۲/۲۶۳)

"میٹھی اور اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے کہ جس پر احسان جتلا کر اذیت دی جائے"

اور اس طرح کی دوسری بہت ساری آیات جنکی علوم قرآن کی کتب میں جمع آوری کی گئی ہیں اور "امثال سائر" کے عنوان سے یاد کی جاتی ہیں. اور بعض اوقات احکام القران اور فقہی کتب میں بطور حوالہ اور تشریعی تمسک کے لئے تحریر کی گئی ہیں.

اس قسم کی آیات میں قابل توجہ نکتہ ان آیات کا مثل کے طور پر آنا ہے۔ بقول محمد حسین صغیر، معاصر محقق قرآن، اگر ہم ان الفاظ کا جو کہ جاری مجرای امثال ہیں، سرسری جائزہ لیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کی سورتوں اور آیات کا ایک بہت بڑا حصہ اسی قسم میں شامل ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کی اکثر آیات موجز، مقطع اور محکم کے انداز میں آتی ہیں جیسے حکمت اور امثال۔ (۱۹)

امثال کی اہمیت

محققین قرآن کے لئے مخصوصاً استنباط احکام کے لئے امثال کی اہمیت کا جاننا ضروری ہے۔ شافعی (م ۲۰۴) ان افراد میں شامل ہے کہ جنہوں نے امثال قرآن سے متعلق گفتگو کی ہے اور بعنوان حکم ان سے استفادہ کرنے کے مسئلہ کو پیش کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب الرسالۃ میں حکم پر دلالت کرنے والی صریح آیات کو بیان کرنے کے بعد خصوصیات احکام جیسے ناسخ فرائض، ادب ارشاد اور اباجہ سے آشنائی کی ضرورت کو بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ احکام کے عالم کو چاہیے کہ وہ ان امثال سے آشنائی حاصل کرے کہ جو لزوم اطاعت اور معصیت سے نہی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور مخاطب کو غفلت سے دوری اور نوافل و مستحبات پر زیادہ زور دینے پر آمادہ کرتی ہیں۔ (۲۰)

شافعی کے نزدیک یہ آیات، دیگر آیات الاحکام کی طرح حکم پر دلالت کرتی ہیں۔ اور فقیہ ان سے غافل نہیں رہ سکتا۔ بنابرین خداوند تعالیٰ ان لوگوں کی تعریف کرتا ہے کہ جو تعقل اور تفقہ کرتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (عنکبوت، ۴۳/۲۹)

شافعی آخر میں تاکید کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس قرآنی پیغام سے لاپروائی اختیار کرے اور ان آیات سے کوئی حکم استنباط نہ کرے تو وہ علما میں شامل نہیں ہے۔ (۲۱)

ابن خلا درا مهر مزی (م ۳۶۰) بھی ان افراد میں شامل ہے کہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ امثال سے احکام حلال و حرام کا استنباط کرنا چاہیے۔ وہ کتاب (امثال الحدیث) کے مقدمہ میں قرآن میں اہمیت امثال کی مناسبت سے لکھتے ہیں کہ خدا نے جو امثال دی ہیں ان میں وعدہ کیا گیا ہے یا امیدوار کیا گیا ہے یا ڈرایا گیا ہے اور کچھ اشیاء کو حلال یا حرام قرار دیا گیا ہے ان میں وعظ یا تذکر قرار دیا ہے۔ (۲۲)

ابن خلاد امثال قرآن میں ارشادی نکات کے علاوہ حلال و حرام کے وجود اور احکام فقہی کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے ابو الحسن ماوردی (م ۴۵۰) صاحب تفسیر "النکت والبیان" کتاب الامثال والحکم میں لکھتے ہیں کہ علوم قرآن میں سے بزرگ ترین علم، علم امثال ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ امثال کو دیکھتے ہیں، سنتے ہیں، اور خود ان امثال سے اور قرآن حقیقت میں جنکی طرف اشارہ کرتا ہے ان سے غافل ہیں۔ (۲۳)

علوم قرآن کے ایک اور محقق عزالدین بن عبد السلام ہے (م ۶۶۰ ھ) وہ بھی آیات امثال سے استنباط احکام پر زور دیتے ہیں. انہوں نے اپنی کتاب "الاشارة الی الایجازفی بعض انواع المجاز" کے آخری باب "نبذمن مقاصد الکتاب العزیز"، میں ایک حصے کو امثال قرآن سے مخصوص کیا ہے، اور اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امثال مؤمنین کو دینی احکام اور دستورات سے متعلق ارشاد اور متنبہ کرنے، اوامر الہٰی کو بجالانے نواھی الہی ترک کرنے پر تشویق دلاتی ہیں.

یہ حصہ فصل فی ضرب الامثال فی القرآن ثنا علی الطاعات زجراً عن المخالفات کے عنوان سے آیا ہے. وہ اس بحث میں بطور اجمال لکھتے ہیں.

امثال قرآن کو آیات اور احکام سے جدا نہیں کیا جا سکتا. کیونکہ امثال قرآن وعدو عید یا مدح وملامت اور ذم وتوبیخ پر مشتمل ہے. (۲۴)

سیوطی (م ۹۱۱) نے ان مباحث کو "الاتقان" میں زیر بحث لایا ہے وہ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ اگر خدا کسی مثل کو بیان کرتا ہے، اور یاد آوری کرتا ہے تو اس کا معنی و مفہوم ثواب کا تفاوت بتانا یا عمل کا حبط (ضائع) ہو جانا یا تعریف یا مذمت ہوتا ہے. طبعًا یہ احکام پر دلالت کرتی ہیں اور ان سے تشریعی مطلب لینا چاہیے. (۲۵)

عزالدین بن عبد السلام نے آیات لاحکام کے عام قواعد سے متعلق جو کتاب لکھی ہے اس میں بھی وہ تفصیل کے ساتھ اس بحث پر بات کرتا ہے اور ان امثال کی تلاش کرتا ہے کہ جو تفاوت ثواب اور حبط عمل یا مدح وذم اور تعظیم وتحقیر پر دلالت کرتی ہیں اور ان سے کوئی حکم استنباط ہوتا ہے اور حرمت وجوب پر انکی دلالت کی کیفیت کی نشاندھی کی ہے. (۲۶)

بدرالدین زرکشی (م ۷۹۴) نے سیوطی سے پہلے امثال قرآن کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے. شافعی کے کلام کو نقل کیا ہے اور احکام میں امثال سے استفادہ پر تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ امثال قرآن سے بہت زیادہ استفادہ کیا جاتا ہے مثلاً تذکر، وعظ، و تشویق نہی. تائید مراد عقل اور عقلی وغیبی نکات کی توصیف حسی زبان میں... (۲۷)

یہی محقق قرآن ایک اور جگہ پر آیات الاحکام کی تعداد ۵۰۰ بیان کرنے والوں کے نظریہ کو رد کرتے ہوئے شناخت احکام کی ضرورت کے بارے میں لکھتے ہیں: شاید انکی مراد وہ آیات ہیں جو واضح اور صریح طور پر احکام سے متعلق ہیں وگرنہ اس سے زیادہ ہیں. پھر لکھتے ہیں: بے شک آیات قصص اور امثال وغیرہ سے احکام میں بہت زیادہ استفادہ ہوتا ہے (۲۸) وہ آخر میں استنباط احکام کے باب میں چند قواعد ذکر کرتے ہیں. امثال وقصص پر مشتمل کلام کی خصوصیات کو شمار کرتے ہیں، تاکہ اس بات کی طرف متوجہ کریں کہ آیات قرآن کی مختلف صورتوں سے حکم سے متعلق استفادہ کیسے کیا جائے.

امثال قرآن سے حکم کے استفادے کے بارے میں گذشتہ محققین قرآن کے اقوال کے یہ چند نمونے تھے.

موجودہ اکثر مفسرین اور آیات الاحکام کے مصنفین نے بھی امثال سے حکمی استفادہ کیا ہے اور دیگر آیات کی طرح بغیر اس کے کہ نظری بحث کی طرف اشارہ کریں. انہوں نے ان نکات کی طرف متوجہ کیا ہے. ظاھرا اُنکے لئے یہ اصل قبول شدہ امر ہے کہ امثال سے استنباط حکم کیا جاسکتا ہے. مثال کے طور پر ابو بکر حصاص (م۳۷۰) آیہ شریفہ:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً عَبْداً مَّمْلُوكاً لاَّيَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ (نحل،۱۶/ ۷۵)

اللہ نے خود اس غلام مملوک کی مثال بیان کی ھے جو کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا ہے۔

سے استفادہ کرتے ہیں کہ عبد (غلام) مالک نہیں بن سکتا اور کوئی چیز اپنے ساتھ مخصوص نہیں کر سکتا. (۲۹) آیہ شریفہ:

وَلاَ تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعدِ قُوَّةٍ اَنكاثاً (نحل،۱۶/ ۹۲)

اور خبر دار اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ جس نے اپنے دھاگہ کو مضبوط کاتنے کے بعد پھر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

سے یہ استخراج کرتے ہیں کہ عقد کو توڑا نہیں جاسکتا یا نماز وروزہ کو وسط میں خراب نہیں کیا جاسکتا. (۳۰)

متاخر مفسرین اور محققین قرآن نے بھی اس طریقہ کو اختیار کیا ہے مثلاً محقق اردبیلی (م، ۹۹۳ھ) نے ان استدلات کو قبول کیا ہے. جو فقہا نے حکم اور آیات الامثال کے حوالے سے دیئے ہیں.

مثلاً تعادل در انفاق کے بارے میں آیہ شریفہ:

وَلاَتَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ (اسراء، ۱۷/ ۲۹)

اور خبر دار نہ اپنے ہاتوں کو گردنوں سے بندھا ھوا قرار دو

سے استدلال کرتے ہیں (۳۱) اور فاضل جواد (متوفاہ قرن گیارہ) نے عبد کی عدم مالکیت پر استدلال کیا ہے. (۳۲)

محمد حسین صغیر معاصر شیعہ مصنف اور محقق قرآن نے بھی تشریعیات میں امثال کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے. اور ان آیات کو استنباط حکم کا مجموعہ قرار دیا ہے. وہ یوں استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ امثال دعوت خیر اور نیکی کی تشویق کے لئے اور افعال بد سے روکنے کے لئے ہوتی ہیں وہ کسی کام کے الزام یا ترک پر دلالت کرتی ہیں. اور فقیہہ اس سے استفادہ حکمی کر سکتا ہے. وہ اس سلسلے میں شافعی اور عزالدین بن عبد السلام کا حوالہ دیتے ہیں. (۳۳)

امثال قرآن اھل بیتؑ کی نظر میں۔

اھل بیت پیغمبر نے بھی مثل کو بہت اہمیت دی ہے اور اپنی گفتگو میں اس سے بہت استفادہ کیا ہے. معصومین

سے منقول امثال کی کثرت' آئمہ کی امثال کی طرف خاص توجہ اور ابلاغ مطلب میں ان کی اہمیت کو ثابت کرتی ہیں۔ لیکن یہاں پر جوبات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ آئمہ طاہرینؑ نے امثال قرآن اور احکام کے درمیان واقع رابطہ کو کس انداز میں پیش کیا ہے.

امام صادقؑ سے روایت منقول ہے جو کہ قرآن سے استنباط حکم اور فتویٰ دینے کے بارے میں ہے. اس روایت میں امامؑ امثال قرآن سے آگاہی کو فتویٰ دینے کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں. اس میں حضرت امام صادق سفیان بن عینیہ کو بغیر علم کے فتوی دینے سے منع کرتے ہیں اور امام علیؑ کے کلام کا حوالہ دیتے ہیں.

قال امیر امؤمنین ﷺ لِقاض هل تعرف الناسخ من المنسوخ ؟قال: لا، قال فهل اشرفت علی مراد الله عزوجل فی امثال القرآن؟ قال:لا، قال: اذاً هلكت واهلكت. والمفتی یحتاج الی معرفة معانی القرآن و حقائق السنن وبواطن الاشارات والآداب والاجماع والاختلاع و الا طلاع علی اصول ما اجمعوا علیه وما اختلفوا فيه، ثم حسن الاختيار ثم العمل الصالح ثم الحكمة ثم التقوى،...٣٤

اس روایت کے مطابق، ظاہراً حضرت امیر امثال کو اشارات کے بطون قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فقیہہ کو فتوی دینے کے لئے ان سے آگاہ ہونا ضروری ہے.

امیر المؤمنین علیؑ نے معاویہ کو خط لکھا اس میں کتاب خدا کو سمجھنے کی ضرورت اور اہمیت بیان کی پھر اس نکتہ پر تاکید کی کہ خدا نے قرآن کو تِبیان کُلِّ شَئی قرار دیا ہے اور اس میں احکام و فرائض بیان کئے ہیں کچھ چیزیں حلال اور کچھ حرام قرار دی ہیں اور اس میں امثال دی ہیں کہ جنہیں فقط علماء ہی جانتے ہیں. پھر امثال سے آگاہی کو ملاک قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں.

وَاعْلَم اَنَّهُنَّ حُجَةٌ لَنا اَهل البيت عَلَى مَن خالفنا و نازَعَنا..."(٣٥)

جان لو کہ یہ امثال ہم اھل بیت کے لئے حجت ہیں ان لوگوں کے خلاف جو ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں۔

اسی طرح دیگر آئمہ طاہرینؑ نے بھی بعض موارد میں انہی قرآنی امثال سے استفادہ کیا ہے اور حکم کے استخراج میں معنی امثال کو استعمال کیا ھے۔ مثلاً آیہ شریفہ :وَلاَ تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَها(نحل ،١٦/ ٩٢) کے بارے میں فرمایا کہ یہ عہد کی اہمیت کو اور عہد کو توڑنے کی حرمت کو بیان کرتی ہے.

اِنَّ اللّٰه تَبارَكَ وتَعالٰی اَمَرَ بْالوَ فَاوَنَهی عَنِ النَّقْضِ(٣٦)

اللہ نے وفا کا حکم دیا ھے اور بے وفائی سے منع فرمایا ھے۔

اس روایت میں حضرت نے عملاً تمثیل اور مجموع امر سے استفادہ حکم کیا ہے. وفائے عہد کو واجب اور پیمان شکنی کو حرام قرار دیا ہے.

امثال کے نمونے

موضوع بحث کی مزید وضاحت کے لئے امثال کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں کہ جو استفادۂ حکمی رکھتے ہیں۔امثال قرآن کی اقسام کاذکر پہلے گزر چکاہے ان میں سے ایک امثال مصرّح ہیں۔یعنی وہ امثال جو لفظ کے ساتھ ظہور حکم رکھتی ہیں. اس کے چند نمونے اور انکی کیفیت دلالت بیان کریں گے البتہ دلالت کی تائید یا نقد پر بحث نہیں کریں گے.

۱۔وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ اللهِ وَالَّذِي خَبُثَ لاَيَخرُجُ اِلاَّنَكِداً. (اعراف،۵۸)

اور پاکیزہ زمین کا سبزہ بھی اس کے حکم سے خوب نکلتاہے اور خراب سے سبزہ بھی خراب نکلتا ہے۔

کیااس آیت سے توارث کی اہمیت استعداد خاندان کی رعایت، اصالت، نجابت، ھوش، ذکاوت شفاوت وذلت خاندان کو استخراج کیا جاسکتاہے چونکہ قرآن توارث پر تاکید کرتا ہے پس معاشرے کی سلامتی نسلی وراثت سے مربوط ہے. لہذا شادی اور تعلیم میں ان مسائل کو مد نظر رکھنا چاہیے. اور خاندانی شرافت وذھانت کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اسے بطور اصل قبول کرنا چاہیے.

بعض نے مذکورہ تمثیل سے یہ نتیجہ لیاہے کہ پاک طینت ذھین اور سالم افراد کی دیکھ بھال کرنا چاہیے اور انکی ان استعداد کو مزید پروان چڑھانا چاہیے اور شرور وناسالم افراد کی حوصلہ شکنی کر کے ان کے لئے محدودیت ایجاد کرنا چاہیے.(۳۷)

۲۔فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحمِلْ عَلَيه يَلْهَثْ اَوتَتْرُكْهُ يَلْهَثْ،ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَومِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (اعراف،۷/۱۷۶)

اس کی مثال اس کتے جیسی ہے کہ اگر اس پر بوجھ ڈالو تو بھی زبان نکالے رہے اور اگر نہ ڈالو تو بھی زبان نکالے رہے۔یہ اس قوم کی مثال ہے جس نے ہماری آیات کی تکذیب کی تو آپ ان قصوں کو بیان کریں کہ شاید یہ غور وفکر کرنے لگیں۔

معمولاً کتّے عام حالات میں اپنی زبان کو باھر نہیں نکالے رکھتے اور بغیر وجہ کے نہیں بھونکتے مگر یہ کہ اسے نقصان پہنچایا جائے. یا بھوک وپیاس کا غلبہ ہو. لیکن آوارہ قسم کے کتوں کی یہ عادت ہوتی ہے وہ بغیر کسی وجہ کے بھونکتے ہیں اور زبان باھر نکالے رکھتے ہیں. مذکورہ مثل دوسری قسم سے متعلق ہے. اس مثل سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ منحرف لوگ خواہ مخواہ جزع وفزع کرتے رہتے ہیں. لیکن لوگوں کو انکی طرف توجہ نہیں کرنا چاہیے.

قرطبی (م،۶۷۱) نے اس آیت سے دو فقہی مطلب مراد لئے ہیں.

۱. علم بدون عمل سے نہی اور مادی مفادات کی خاطر حق کی مخالفت کرنے سے۔

۲.　رشوت کی حرمت، جو شخص پیسے دینے والے کے اعتقاد کے مطابق تفسیر کرے وہ نا قابل اعتبار ہے.

اسی طرح اس آیت سے یہ بھی استفادہ ہوتا ہے کہ عالم بے عمل کی تقلید جائز نہیں ہے چونکہ خداوند تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو عالم حقایق کو جھٹلاتا ہے اس سے دور رہو(۳۹)

۳۔ضَرَبَ اللّٰہُ مثلاً عَبْدًا مَّمْلُوکًا لَّایَقْدِرُ عَلٰی شَئیٍ وَّمَن رَّزَقْنَاہُ مِنَّا رِزْقاًحَسَناً فَھُوَ یُنفِقُ مِنہُ سِرًّا وَّجَھْرًا (نحل،۱۶/۷۵)

"اللہ نے خود اس غلام مملوک کی مثال بیان کی ہے جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور اس آزاد انسان کی مثال بیان کی ہے جیسے ہم نے بہترین رزق عطا کیا ہے اور وہ اس میں سے خفیہ اور اعلانیہ انفاق کرتا رہتا ہے۔

فاضل مقداد و محقق اردبیلی اور ابو بکر حصاص نے اس آیت سے استفادہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کے بندہ، مالک نہیں ہو سکتا اور وہ معاملہ کرنے میں بھی خود مختار نہیں ہے۔(۴۰)

۴۔اِنَّکَ لاَتُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلاَ تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ۔ (نمل،۲۷/۸۰)

"آپ مُردوں کو اور بہروں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے۔

اس آیت سے استفادہ ہوتا ہے کہ ضروری نہیں کہ انسان ہر جگہ تبلیغ کرتا پھرے۔ جہاں پر تاثیر کا بالکل امکان نہ ہو وہاں اسکا کوئی شرعی وظیفہ نہیں ہے۔

اِنَّ اَنکَرَالْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ (لقمان،۳۱/۱۹)

"بے شک سب سے بد تر آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے"

اس آیت سے استفادہ ہوتا ہے کہ چلا کر بولنا برا ہے لہذا چلا چلا کر گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔(۴۱)

وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُم یَتَفَکَّرُونَ (حشر،۵۹/۲۱)

"اور یہ امثال ہم لوگوں کے لئے دیتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں"

حواشی

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، ۱۱/ ۶۰، نشر ادب الحوزہ، مادہ مثل۔

۲۔ صغیر محمد حسین، الصورۃ الفنیۃ فی المثل القرآنی/ ۴۳۔

۳۔ راغب، مفردات، مادہ مثل۔

۴۔ طبری، جامع البیان، ۱۳/ ۱۰۹، زمخشری، الکشاف، ۲/ ۱۶۸؛ فخر رازی، مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)، ۵/ ۳۰۴۔۳۰۵، سیوطی، جلالین/ ۲۰۹، قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۱/ ۱۸۳، ابو السعود، ارشاد العقل السلیم، ۱/ ۲۳۔۳۳۸، آلوسی، روح المعانی، ۱۴/ ۱۷۰ (چاپ قاہرہ)۔

۵۔ فیاض، محمد جابر، الامثال فی القرآن الکریم/ ۶۰، مصطفوی، حسن، التحقیق فی کلمات القرآن، ۱۱/ ۲۵۔

۶۔ حکمت، علی اصغر، امثال قرآن/ ۱۱۹۔

۷۔ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، ۲/ ۱۱۸، بیروت، دار المعرفۃ، تحقیق مرعشلی۔

۸۔ عہد قدیم، حزقیال، باب ۲۰/ ۴۹۔

۹۔ عہد قدیم، ملوک اول، باب ۵/ ۳۰۔۳۲۔

۱۰۔ عہد جدید، انجیل مرقس، باب ۴/ ۳۳۔۳۴۔

۱۱۔ عزیز، فہیم، علم التفسیر/ ۳۶۹۔

۱۲۔ عہد قدیم، مزامیر، باب ۷۸/ ۱۔۲، عہد جدید، لوقا، باب ۱۲/ ۶۔۹۔

۱۳۔ فیاض، محمد جابر، الامثال فی القرآن الکریم/ ۴۲۹۔

۱۴۔ (انجیل لوقا، باب ۷/ ۵۔۳۶) عہد قدیم، کتاب حزقیال/ ۲۳)۔

۱۵۔ فیاض محمد جابر، الامثال فی القرآن الکریم/ ۲۰۳ و ۲۰۶۔

۱۶۔ الزین، سمیع عاطف، الامثال والمثل والتمثل والمثلات فی القرآن الکریم/ ۴۴، بیروت، دار الکتاب اللبنانی، ۱۴۰۷ق۔

۱۷۔ القطان، منان، مباحث فی علوم القرآن / ۲۸۵۔

۱۸۔ صغیر، محمد حسین، الصورۃ الفنیۃ فی المثل القرآنی / ۱۲۱۔

۱۹۔ ایضاً / ۱۲۶۔

۲۰۔ شافعی، الرسالہ / ۴۱، بیروت، دار الفکر، تحقیق احمد محمد شاکر۔

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ فیاض، محمد جابر، الامثال فی القرآن الکریم / ۲۶۶۔

۲۳۔ نقل از سیوطی ؟ جلال الدین، الاتقان، ۴/ ۴۴، قم، رضی، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم۔

۲۴۔ الارشاد الی الایجاز ۲۲۷ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۶ق

۲۵۔ الاتقان، ۴/ ۴۴۔

۲۶۔ الامام فی بیان ادلۃ الاحکام / ۱۴۳۔

۲۷۔ البرھان فی علوم القرآن، ۲/ ۱۱۸، نوع ۳۱۔

۲۸۔ ایضاً ۱۲۔

۲۹۔ جصاص، احکام القرآن، ۵/ ۶، بیروت دار احیاء التراث العربی۔

۳۰۔ ھمان / ۱۲۔

۳۱۔ اردبیلی، زبدۃ البیان / ۲۶۸ و ۴۸۸، قم، چاپ کنگرہ مقدس اردبیلی۔

۳۲۔ کاظمی، فاضل جواد، مسالک الافھام، ۳/ ۴۴ و ۴۵۔ تھران، انتشارات مرتضوی۔

۳۳۔ الصورۃ الفنیۃ فی المثل القرآنی / ۹۷۔

۳۴۔ مجلسی، بحار الانوار، ۲/ ۱۲۱، بہ نقل از مصباح الشریعۃ۔

۳۵۔ ایضاً، ۳۳/ ۱۳۳، حدیث ۴۲۰۔

۳۶۔ حویزی، نور الثقلین، ۳/ ۸۲، حدیث ۲۱۰۔

۳۷۔ اسماعیلی، اسماعیل، امثال قرآن / ۲۵۲۔

۳۸۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر المأثور، ۳/ ۶۱۱، بیروت، دار الفکر، ذیل آیہ مربوطہ۔

۳۹۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۷/ ۳۲۳۔

۴۰۔ سیوری، فاضل مقداد، کنز العرفان، ۲/ ۱۱۱؛ اردبیلی، زبدۃ البیان / ۶۲۱، رازی، احکام القرآن، ۵/ ۶۔

۴۱۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۱۴/ ۲۷۔

☆☆☆